باب۔ 1

ضروری اصطلاحات

لفظ کو منہ سے کہتے ہیں۔ دل میں خیال کرتے ہیں۔ کبھی لفظ کے نیچے معنیٰ ہوتا ہے، جو لفظ سے سمجھا جاتا ہے۔ لفظ دال ہوتا ہے اور معنیٰ مدلول۔ لفظ عنوان ہوتا ہے اور معنیٰ معنون، مراد، مقصود، مفہوم۔

مثلاً "انسان" ایک لفظ ہے، دال ہے، عنوان ہے۔ اور "حیوانِ ناطق" جو اس سے سمجھا جاتا ہے اس کا معنیٰ ہے، مدلول ہے، معنون ہے۔

معنیٰ دار لفظ کو موضوع کہتے ہیں، اور بے معنیٰ کو مہمل۔ جیسے "دیز"، کہ اس کے کچھ بھی معنیٰ نہیں۔ یہ لفظ دیز مہمل ہے، بے معنیٰ ہے۔

کبھی لفظ کے ساتھ معنیٰ اور معنیٰ کے ساتھ اس کا مصداق ہوتا ہے، جو خارج میں پایا جاتا ہے۔ اور اسی پر لفظ و معنیٰ صادق آتے ہیں۔ جیسے، انسان کے مصداق زید، عمر اور بکر ہیں۔ پس مصداق وہ خارجی شئے ہے جس پر لفظ صادق آتا ہے۔

بعض دفعہ لفظ کے معنیٰ تو ہوتے ہیں مگر خارج میں اس کا مصداق نہیں ہوتا۔ جیسے، "عنقا" یا "شریک الباری"، کہ ان کا مصداق خارج میں موجود نہیں۔

پس جس لفظ و معنیٰ کا مصداق ہو، وہ موجود ہے۔ اور جس کا مصداق نہیں، وہ معدوم ہے۔ کبھی لفظ کو عنوان اور معنیٰ کو معنون، اور کبھی معنی یا صورۃ علمی یا تصور ذہنی کو عنوان اور مصداق کو اس کا معنون کہتے ہیں۔

وجود کے تین معنیٰ ہیں۔ (1) ما بہ الموجودیہ (2) کون و حصول (3) ظہور۔

1.1 مابہ الموجودیہ:

وہ خارجی شئے ہے جس کو دیکھ کر ہونے کے معنیٰ سمجھے جاتے ہیں۔ ہونے کے معنی، جو مابہ الموجودیہ کو دیکھ کر سمجھے جاتے ہیں۔

1.2 کون یا حصول:

خارج میں مابہ الموجودیہ پایا جاتا ہے۔ خارج سے ذہن میں صورت آتی ہے۔ عقل (جس کا کام ملانا، جدا کرنا، خلط و تعریہ، وصل و فصل اور تحلیل و ترکیب ہے) اس کی تحلیل کرتی ہے۔ اور شئے کو جدا اور وجود کو جدا کرتی ہے۔ مثلاً زید کو ہم دیکھتے ہیں۔ عقل میں "زید" کو الگ اور "ہے" کو الگ کرتے ہیں، اور سمجھتے ہیں کہ زید ہے۔

پس زید، مابہ الموجودیہ ہے۔ اور زید کو جو "ہے" کہتے ہیں، یہ کون و حصول ہے۔ پس کون وہ انتزاعی، مصدری سمجھے جانے والے معنیٰ ہیں جو ذہن میں رہتے ہیں۔

1.3 ظہور:

کسی سابق موجود شئے کا کسی عالم یا کسی مقام میں ہونا، ظہور ہے۔

مثلاً، زید کو پیدا ہوئے کئی سال ہوئے۔ پس پیدا ہوتے ہی اس کا مابہ الموجودیہ موجود ہو گیا۔ اس مرتبہ کو مرتبۂ تقرر بھی کہتے ہیں۔ اور وہ اس قابل ہو گیا ہے کہ اس سے وجود کو انتزاع کریں اور اس کو موجود سمجھیں۔ موجود سمجھے جانے کے مرتبے کو مرتبۂ وجود یا مرتبۂ کون و حصول کہتے ہیں۔ عالم شہادت یعنی دنیا یا گھر یا دالان میں کوئی آیا ہو تو اس کو اس لحاظ سے موجود کہتے ہیں کہ اس کا ظہور ہوا، یا وہ عالم شہادت وغیرہ میں ہے۔

بہر حال وجود بمعنیٰ مابہ الموجودیہ خارج میں ہوتا ہے اور وہ کون و حصول، مبداء، منشاء، منتزع عنہ، اصل، حقیقت یا ذات ہوتی ہے۔ کیوں کہ کون و حصول ایک امر انتزاعی علمی یا مفہوم ہے جو بذاتہِ خارج میں موجود نہیں، بلکہ اس کا مابہ الموجودیہ خارج میں ہوتا ہے۔

اس مقام پر چند اور امور قابل بیان ہیں، جن کے نہ سمجھنے سے بڑے بڑے اختلافات پیدا ہوتے ہیں۔

وجود: جس پر آثار مرتب ہوتے ہیں۔

ذات: مرجع صفت کو کہتے ہیں یعنی موصوف اور متصف کو ذات کہتے ہیں۔

صفت: وہ غیر مستقل شئے، جو کسی مستقل شئے سے متعلق ہو۔

اسم: ذات وصفت کے مجموعے کو کہتے ہیں۔

پس قدرت، صفت ہے۔ اللہ، اس کی ذات یا موصوف ہے۔ قدیر، اسم ہے، کیوں کہ اللہ تعالیٰ صفتِ قدرت سے موصوف ہونے پر دلالت کرتا ہے۔

اسی طرح رحم یا رحمانیہ یا رحیمیہ، صفات ہیں۔ ذاتِ حق ان کی ذات یا موصوف ہے۔ اور رحمٰن یا رحیم، اسم الٰہی ہے۔ اور ذاتِ الٰہی ان کی ذات یا مسمّیٰ ہے۔

یوں معلوم ہوا کہ اسم الٰہی بلحاظ منشاء، عین مسمّیٰ ہے۔ اور اس کے معنی یہی ہیں کہ رحیم، رحمٰن، قدیر، سب کی ایک ہی ذات، ایک ہی منشاء ہے جو ذات حقہٗ و عین واجبہ و ہویتہ الٰہیہ ہے۔

اب میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ موصوف یا ذات، صفت انضمامی، صفت انتزاعی اور جھوٹ میں کیا فرق ہے۔

ذات: ایک مستقل قائم بخود حقیقی شئے ہے۔

صفت انضمامی: وہ صفت اور وہ غیر مستقل شئے، جو ایک مستقل شئے سے وابستہ اور اس سے قائم ہو کر موجود ہو صفت انضمامی کہلاتی ہے۔ خود علاحدہ موجود نہ ہو سکے مگر صفت انضمامی کے لیے خارج میں مستقل نہ سہی، کمزور سا وجود ضرور مانا جاتا ہے۔ جیسے، دیوار کی سفیدی۔

صفت انتزاعی: وہ صفت جو خارج میں خود تو موجود نہیں رہتی مگر خارج میں اس کا موصوف یا منشاء اس طرح واقع ہوتا ہے کہ اس سے صفتِ انتزاعی سمجھی جا سکتی ہے، انتزاع کی جا سکتی ہے۔ جیسے، اوپر یا نیچے۔

کذب: جھوٹ کو واقع، خارج، نفس الامر سے کوئی علاقہ، کوئی ربط اور کوئی تعلق نہیں رہتا۔۔۔ مثلاً، ایک شامی ہمارے سامنے بیٹھا ہوا ہے۔ یہ ایک واقعہ خارج نفس الامر محکی عنہ ہے، جس سے اس کی ذات معلوم ہوئی۔ گورا رنگ معلوم ہوا، جو صفتِ انضمامی ہے۔ بیٹھا ہوا ہونا معلوم ہوا، جو صفتِ انتزاعی ہے۔ اس بیٹھے رہنے کے وقت، کوئی اس کو کھڑا کہے، یا گورے کو کالا کہے، یا شامی کو غیر موجود کہے، تو یہ خبرِ کاذب، جھوٹ بات، خلافِ واقعہ بیان اور غیر نفس الامری حکایت ہے۔

صفتِ انتزاعی کا منشاء منتزع عنہ ہوتا ہے، جو اس کے نفس الامری ہونے، اس کے صدق اور واقعیت کی حفاظت کرتا ہے۔ بخلاف کذب کے کہ اس کا کوئی منشاء منتزع عنہ نہیں ہوتا۔

جس صفت انتزاعی کا منشاء خارج میں ہوتا ہے اس کے متعلق کہا جاتا کہ وہ صفت بھی خارجی ہے، یعنی خارج میں ہے۔ اور جس کا منشاء ذہن میں ہوتا ہے اس کے متعلق کہا جاتا ہے کہ یہ صفتِ ذہنی ہے، یعنی ذہن میں ہے۔

یہ خوب یاد رکھو کہ لفظ کے زبان پر اور معنیٰ کے ذہن میں رہنے سے شئے موجود نہیں ہوتی، بلکہ شئے کو موجود اس وقت کہیں گے جب خود شئے خارج میں موجود ہو، یعنی منشاء موجود ہو۔

انضمامی کے لیے بہ نسبت انتزاعی کے وجودِ خارجی سے زیادہ حصہ ہے۔ ذات، جوہر، موصوف، متصف وہ مستقل امر ہے جو کسی سے وابستہ ہو کر کسی سے قائم ہو کر موجود نہیں ہوتا بلکہ بذاتِ خود قائم رہتا ہے۔ اور دوسرے غیر مستقل معانی اس سے قائم رہتے ہیں۔

ممکنات، مخلوقات میں سے جوہر کو مستقل، عرض کو غیر مستقل کہیں، یا جوہر کو قائم بالذات، اور عرض کو قائم بالغیر، یا جوہر کو حقیقی اور اعراض کو غیر حقیقی کہیں تو اس سے یہ کبھی نہیں سمجھنا چاہیے کہ جوہر کو واجب جل مجدہٗ کے مقابل وجود بالذات ہے۔ ہر گز نہیں۔ نہ اس کے یہ معنیٰ ہیں کہ اعراض کا موجود ماننا غلط، خلاف واقع، غیر نفس الامری ہے۔ ہر گز نہیں۔

میں وہمی، اعتباری، فرضی، غیر حقیقی، بالعرض کذب، خلافِ واقع کو آئندہ کسی اور مقام پر بہ تفصیل بیان کروں گا۔